THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

یتیموں کے معاشی حقوق کا تقابلی جائزہ (سامی مذاہب کی روشنی میں)

Economic Rights of Orphans: A Comparative Study in the Light of Semitic Religions

Nazia Nawaz
PhD Scholar Interfaith studies. Allama Iqbal open University Islamabad/Lecturer. GCUF Faisalabad
nazianawaz@gcuf.edu.pk

Muhammad Shoaib
Teaching Assistant (Islamic studies) University community college, Govt. collage university, Faisalabad
muhammadshoaib@gcuf.edu.pk

Abstract:

The present study, titled "Economic Rights of Orphans: A Comparative Study in the Light of Semitic Religions," presents a comparative and analytical examination of the religious teachings of Judaism, Christianity and Islam concerning the economic rights of orphans. The primary objective of the study is to explore the teachings of these religions regarding the economic protection, care financial support, inheritance and protection of orphans' property. The study reveals that Judaism and Christianity contain ethical teachings emphasizing compassion, care and assistance for orphans and other vulnerable groups; however, detailed and explicit legal provisions concerning the specific economic rights of orphans are comparatively less prominent. In contrast, Islam provides clear and detailed injunctions regarding the protection of orphans' property, their right to inheritance, their financial care and the prohibition of exploiting their wealth. The study demonstrates that Islam does not limit the protection of orphans to moral sympathy alone but recognizes their economic rights as established religious and legal rights. The article highlights the similarities and differences among the three religions and emphasizes the comprehensive nature of the Islamic framework for safeguarding the economic rights of orphans.

Keywords

Orphans, Economic Rights, Semitic Religions, Judaism, Christianity, Islam, Inheritance, Protection of Orphans' Property, Financial Support, Comparative Study, Religious Teaching

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

تعارف۔

یتیم معاشرے کا ایک ایسا کمزور طبقہ ہے جو والدین کی سرپرستی اور بالخصوص معاشی تحفظ سے محروم ہونے کے باعث خصوصی توجہ کا مستحق ہوتا ہے۔ مذہبی تعلیمات میں یتیموں کے حقوق، ان کے اموال کی حفاظت، وراثت میں ان کے حصے، کفالت اور معاشرتی تحفظ کو اہمیت دی گئی ہے۔ سامی مذاہب میں یتیموں کے حوالے سے مختلف نوعیت کی تعلیمات پائی جاتی ہیں جن میں ان کے ساتھ حسنِ سلوک، مالی معاونت، اموال کی حفاظت اور ظلم سے اجتناب جیسے پہلو نمایاں ہیں۔

اسلام نے یتیم کے معاشی حقوق کو واضح قانونی اور اخلاقی احکام کے ذریعے محفوظ کیا ہے۔ قرآن مجید میں یتیم کے مال کی حفاظت، اسے اس کا مال واپس کرنے، وراثت میں اس کے حق کو تسلیم کرنے اور اس کے مال میں ناجائز تصرف سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ اسی طرح احادیثِ نبویہ میں یتیم کی کفالت اور اس کے ساتھ حسنِ سلوک کی ترغیب دی گئی ہے۔

یہ تحقیق سامی مذاہب، بالخصوص یہودیت، عیسائیت اور اسلام کی بنیادی مذہبی تعلیمات کی روشنی میں یتیموں کے معاشی حقوق کا تقابلی و تجزیاتی جائزہ پیش کرتی ہے تاکہ ان مذاہب میں یتیم کے مالی تحفظ، وراثت، کفالت اور اموال کی حفاظت سے متعلق تعلیمات کو واضح کیا جاسکے۔

ضرورت و اہمیت۔

یتیموں کے حقوق کے حوالے سے مختلف مذاہب کی تعلیمات پر متعدد مطالعات موجود ہیں، تاہم یتیموں کے خصوصاً معاشی حقوق کا یہودیت، عیسائیت اور اسلام کی بنیادی مذہبی تعلیمات کی روشنی میں منظم تقابلی مطالعہ نسبتاً محدود دکھائی دیتا ہے۔ بالخصوص وراثت، یتیم کے مال کی حفاظت، کفالت اور معاشی تحفظ کے پہلوؤں کو ایک مشترکہ تقابلی فریم ورک میں رکھ کر دیکھنے کی ضرورت ہے۔

اس تحقیق کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ سامی مذاہب میں یتیموں کے معاشی حقوق کے متعلق کیا تعلیمات موجود ہیں، ان میں باہمی مماثلتیں اور اختلافات کیا ہیں، اور اسلام نے یتیم کے مالی حقوق کے تحفظ کے لیے کیا واضح اصول اور احکام فراہم کیے ہیں۔

مقاصد تحقیق۔

1۔ سامی مذاہب کی بنیادی مذہبی تعلیمات میں یتیموں کے معاشی حقوق کا جائزہ لینا۔

2۔ یہودیت، عیسائیت اور اسلام میں یتیم کے مال اور وراثت سے متعلق تعلیمات کو واضح کرنا۔

3۔ یتیموں کی مالی کفالت اور معاشی تحفظ کے متعلق مذہبی تعلیمات کا تقابلی مطالعہ کرنا۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

4۔ یتیموں کے اموال کے تحفظ اور ان کے ساتھ مالی ناانصافی سے متعلق احکام کا جائزہ لینا۔

5۔ تینوں مذاہب کی تعلیمات میں پائی جانے والی مماثلتوں اور اختلافات کو تجزیاتی انداز میں واضح کرنا۔

تحقیقی سوالات۔

1۔ سامی مذاہب میں یتیموں کے معاشی حقوق کے متعلق کیا تعلیمات موجود ہیں؟

2۔ یہودیت اور عیسائیت میں یتیم کے مال اور وراثت کے بارے میں کیا تصورات پائے جاتے ہیں؟

3۔ اسلام نے یتیموں کے مالی حقوق کے تحفظ کے لیے کون سے بنیادی احکام مقرر کیے ہیں؟

4۔ یتیموں کی کفالت اور معاشی تحفظ کے حوالے سے سامی مذاہب میں کیا مماثلتیں اور اختلافات پائے جاتے ہیں؟

5۔ یتیموں کے معاشی حقوق کے حوالے سے اسلامی تعلیمات کی نمایاں خصوصیات کیا ہیں؟

منہج تحقیق۔

اس تحقیق میں تقابلی اور تجزیاتی منہج اختیار کیا گیا ہے۔ تحقیق کی نوعیت معیاری ہے۔ یہودیت، عیسائیت اور اسلام سے متعلق بنیادی مذہبی مصادر اور متعلقہ ثانوی علمی مواد کا مطالعہ کیا گیا ہے۔

تحقیق کے دوران یتیموں کے معاشی حقوق سے متعلق مواد کو درج ذیل موضوعات کے تحت منظم کیا گیا ہے:

وراثت اور مالی حق

یتیم کے مال کا تحفظ

مالی کفالت

ظلم اور مالی استحصال سے تحفظ

معاشرتی و اخلاقی ذمہ داری

اس کے بعد تینوں مذاہب کی تعلیمات کا تقابلی و تجزیاتی جائزہ لیا گیا ہے تاکہ مشترک اصول اور نمایاں اختلافات واضح ہو سکیں۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ۔

یتیموں کے حقوق کے موضوع پر مذہبی اور اسلامی علمی ذخیرے میں متعدد کتب اور مطالعات موجود ہیں۔ قرآن مجید، احادیثِ نبویہ اور تفسیری لٹریچر میں یتیم کے مال، وراثت، کفالت اور حسنِ سلوک سے متعلق تفصیلی احکام ملتے ہیں۔ اسی طرح بائبل، عہدِ قدیم اور عہدِ جدید میں یتیموں کے ساتھ سلوک، ان کے تحفظ اور معاشرتی ذمہ داریوں سے متعلق متعدد نصوص موجود ہیں۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

تاہم دستیاب مواد کا بڑا حصہ کسی ایک مذہب کی تعلیمات یا یتیموں کے عمومی سماجی حقوق پر مرکوز ہے۔ موجودہ تحقیق میں یتیموں کے معاشی حقوق کو مرکزی موضوع بنا کر یہودیت، عیسائیت اور اسلام کی تعلیمات کو ایک تقابلی فریم ورک میں دیکھا گیا ہے۔ اس طرح تحقیق کا امتیاز یہ ہے کہ وراثت، مال کے تحفظ، کفالت اور معاشی استحصال سے تحفظ جیسے مخصوص پہلوؤں کو تینوں مذاہب کے تناظر میں باہم مربوط کر کے تجزیہ کیا گیا ہے۔

تحقیقی خلا۔

سابقہ مطالعات کے جائزے سے واضح ہوتا ہے کہ یتیموں کے حقوق پر مذہبی اور سماجی سطح پر مختلف تحقیقات موجود ہیں، تاہم سامی مذاہب میں یتیموں کے معاشی حقوق کا جامع تقابلی مطالعہ کم دکھائی دیتا ہے۔ بالخصوص یتیم کے مال کی حفاظت، وراثتی حق، مالی کفالت اور معاشی استحصال سے تحفظ کو ایک ہی تحقیقی فریم ورک میں رکھ کر تینوں مذاہب کا تقابلی جائزہ لینے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ موجودہ تحقیق اسی خلا کو سامنے رکھتے ہوئے یتیموں کے معاشی حقوق کا تقابلی و تجزیاتی مطالعہ پیش کرتی ہے۔

اس میں یتیموں کے حقوق کے تقابلی جائزہ لینے کے لیے سامی مذاہب میں موجود یتیم کے متعلق تمام تعلیمات کو دیکھنا ضروری ہے۔
اس ضمن میں بائبل میں جو تعلیمات ملتی ہیں ان کو درج ذیل نکات کے ذریعے واضح کیا جاتا ہے۔ وراثت کے متعلق بائبل کی تعلیمات۔

1۔ یتیموں پر ظلم سے منع کرنے کی ہدایت
2۔ بالیں چننے کا حق
3۔ سبت کے سال کی مراعات
4۔ یوبلی کے سال کی مراعات

وراثت کے متعلق بائبل کی تعلیمات

عہد عتیق میں میراث کے لیے عبرانی الفاظ نخلہ، خلق، پروشاہ اور مراشہ آئے ہیں لیکن آخری دو الفاظ بہت کم استعمال ہوئے ہیں۔ جب کہ اکثر و بیشتر اول الذکر استعمال ہوا۔ یہ لفظ قریباً 200 مرتبہ آیا ہے اور عام طور پر کسی ملک اور حصے کو میراث میں لینے کو ظاہر کرتا ہے۔
عبرانیوں کا ایک بنیادی اُصول یہ تھا کہ ملک یا جائیداد کسی ایک شخص کی ملکیت کی بجائے خاندان کی متصور ہوتی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ چونکہ زمین خدا نے اپنے لوگوں یعنی بنی اسرائیل کو دی تھی اس لیے وہ ضرور ہی خاندان میں رہے۔ موسوی شریعت میں حکم تھا کہ وارث

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

صرف قانونی بیوی کے بیٹے ہی ہو سکتے ہیں۔ پہلوٹھے بیٹے کو پہلوٹھے کا حق ملتا تھا یعنی وہ اپنے والد کی جائیداد میں دو حصوں کا حقدار تھا اور اس کا فرض تھا کہ وہ خاندان کی مستورات کی دیکھ بھال اور پرورش کرے۔(1)

باقی بیٹوں کو ایک ایک حصہ ملتا تھا۔ اگر کسی کا بیٹا نہ ہو تو جائیداد بیٹیوں کو ملتی تھی(2) لیکن شرط یہ تھی کہ وہ صرف اپنے قبیلہ میں شادی کریں۔(3)

اگر کسی بیوہ کے اولاد نہ ہو تو اس کے خاوند کا سب سے قریبی رشتہ دار اس سے شادی کرے اور اگر وہ انکار کرے تو اس سے دوسرا قریبی رشتہ دار کرے۔(4)

اگر کوئی بھی اس سے شادی نہیں کرتا تو جائیداد اس کی موت تک اس کے پاس رہتی اور پھر دوسرے وارثوں کو ملتی۔(5)

---

(1) بائبل سوسائٹی، کتاب مقدس (پرانا اور نیا عہد نامہ)، لاہور، انار کلی، 2006ء، استثنا 612: 15-17، ص: 165

(2) ایضاً ، گنتی 27: 8، ص: 155

(3) ایضاً ، گنتی 36: 2-16، ص 164

(4) ایضاً ، روت 3: 12-13، ص: 237

(5) ایضاً ، گنتی 27: 9-11، ص: 155

کوئی بھی جائیداد ایک قبیلہ سے دوسرے قبیلہ میں منتقل نہیں ہو سکتی تھی۔ چونکہ زمین خاندان میں رہتی تھی اس لیے وصیت کے ذریعے انتقال کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ خاندانی وراثت کے حقوق کے بارے میں یہ کٹر احساس ہی خاندان کا نسب نامہ محفوظ رکھنے کا سبب تھا۔ کلام پاک میں لفظ میراث، صرف موروثی جائیداد ہی کو بیان نہیں کرتا بلکہ یہ خاص الٰہی معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے۔ عہد عتیق میں یہ سب سے پہلے ان معنوں میں اس وراثت کو ظاہر کرتا ہے۔ جس کا وعدہ خدا نے ابرہام اور اس کی اولاد سے کیا یعنی ملکِ کنعان کے بارے میں۔ "اپنے ملک پر جسے تو نے اپنی قوم کو میراث کے لیے دیا ہے۔"(1)

یشوع کی رہنمائی میں کنعان کی فتح، اسرائیل کی اپنی فوجی قوت کے ذریعے نہیں ہوئی بلکہ خدا کی مدد سے تھی۔(2)

پھر خدا ہی نے اسے قبیلوں میں تقسیم کرنے کا حکم دیا۔(3)

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

پس بنی اسرائیل اس ملک پر صرف خدا کے ساتھ وفادار رہنے کی صورت میں ہی رہنا قبضہ برقرار رکھ سکتے تھے۔(4)

اگر وہ خدا کے وفادار نہیں رہیں گے تو ملک گنوا بیٹھیں گے جسے وہ دوبارہ صرف توبہ کرنے اور نئے سرے سے پورے دل کے ساتھ خدا کے تابع ہونے سے حاصل کر سکیں گے۔(5)

یہ خیال روحانی معنوں میں مزید دو اطراف پھیلتا ہے۔ بنی اسرائیل نے یہ سیکھا کہ یہوداہ اپنے لوگوں اور فرداً فرداً ایمانداروں کی میراث ہے۔(6)

اور اس کے برگزیدہ اسکی میراث ہیں۔ خداوند نے تم کو چنا اور مصر سے نکال لے آیا ہے تاکہ تم اس کی میراث کے لوگ ٹھہرو۔(7)

کیونکہ خداوند کا حصہ اسی کے لوگ ہیں یعقوب اس کی میراث کا قرعہ ہے۔(8)

بعد ازاں یہ تصور زیادہ وسیع ہو گیا اور اس میں غیر قوم بھی شامل ہو گئے۔(9)

---

(1) ایضاً، سلاطین 8: 36، ص 02:336، ص:126

(2) ایضاً، ایشوع 21: 43-45، ص:224

(3) ایضاً، گنتی 26: 52-54، ص:154

(4) ایضاً، استثنا 11: 8-9، ص:177

(5) ایضاً، یسعیاہ 57: 13، ص:706، 58:13-14، ص 707

(6) ایضاً، زبور 16:5-6، ص: 535

(7) ایضاً، استثنا 4: 20، ص:170

(8) ایضاً، استثنا 32: 09، ص:198

(9) ایضاً، یسعیاہ 19: 25 ص:675، 06:47، ص699

میراث کا تصور نئے عہد نامہ میں بھی بڑا نمایاں ہے لیکن اب یہ مسیح کی شخصیت اور کام سے منسلک ہے جو بیٹا ہونے کے باعث وارث ہیں۔(1)

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

ایماندار، مسیح کے مخلصی بخش کام اور لے پالک ہونے کے باعث خدا کے بیٹے اور مسیح کے ہم میراث ہیں۔(2)

اس ابدی میراث کی یقین دہانی کے لیے مسیح نے انہیں پاک روح دیا۔(3)

عبرانیوں کے نام خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس طرح پرانے عہد میں اسرائیل کو خدا سے میراث ملی اسی طرح نئے اسرائیل کو نئے عہد میں میراث ملتی ہے جو پہلی سے بہتر ہے مزید براں یہ میراث صرف یہودیوں کے لیے نہیں ہے بلکہ اس میں غیر قوم کے سچے ایماندار بھی شامل ہیں۔(4)

یہ میراث خدا کی بادشاہی ہے اور اس میں اس بادشاہی کی وہ تمام برکتیں شامل ہیں۔(5) جو موجودہ زمانہ میں ملتی ہیں اور آخرت میں بھی ملیں گی۔ یہ مکمل طور پر خدا کے فضل کی بخشش ہے۔(6)

الغرض عہد نامہ عتیق اور عہد نامہ جدید کے مطابق وراثت کے سلسلے میں یتیموں کے متعلق کوئی خاص تعلیمات نہیں ہیں۔ میراث یا موروثی اثاثہ جات مختلف شرائط کے ساتھ مختلف حلقوں کے لیے مقرر ہیں۔

1۔یتیموں پر ظلم سے منع کرنے کی ہدایت:

پرانے عہد نامہ میں بعض حلقوں میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ خدا راست باز کو دھن دولت سے مالا مال کرتا ہے۔(7)

بیشک یہ سچ ہے کہ محنت اور کفایت شعاری کا پھل شخصی اور قومی زندگی میں نمایاں ہوتا ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ خدا نے ان کو جو اس کے حکموں پر عمل کرتے ہیں برکت دینے کا وعدہ کیا ہے۔(8)

---

(1)ایضاً ،مرقس12: 07، ص46،عبرانیوں2:1، ص211

(2)ایضاً ،رومیوں 8: 17، ص:146،گلتیوں7:4، ص 181

(3)ایضاً ،افسیوں14:1،ص:184

(4)ایضاً ،افسیوں6:3،ص:185

(5)ایضاً ،متی34:25،ص:30،کرنتھوں9:4،ص:157،گلتیوں21:5،ص182

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

(6)ایضاً ،رومیوں8:17-23، ص: 146، عبرانیوں 13:11، ص: 220، پطرس1:3-4، ص: 227

(7)ایضاً ،زبور112:1-3، ص: 596

(8)ایضاً ،استثنا28:1-14، ص: 192-193

تو بھی بنی اسرائیل کی تاریخ کے ہر دور میں ان کے درمیان فریب موجود تھے۔ان کی غربت کسی قدرتی آفت کا جس سے فصل برباد ہو جائے یا دشمن کے حملے، اور پڑوسی کے ظلم۔یا سود خور کے جبر کا نتیجہ ہو سکتی تھی۔ غریبی کی چاہے کوئی وجہ ہو سماج کے خوشحال افراد کا فرض تھا کہ اپنے غریب بھائی کی مدد کریں۔(1)

غریبی کا شکار اکثر بیوہ، یتیم اور بے زمین پردیسی ہوتے تھے وہ اکثر ظلم کا نشانہ بنتے تھے۔(2) لیکن یہوداہ ان کا بچانے والا ہے۔(3)

تورات میں ان کی مدد کے لیے خاص ہدایت تھیں۔

2۔بالیں چننے کا حق:

تورات میں حکم تھا کہ کھیت کے کونوں سے فصل کاٹی نہ جائے اور نہ ہی سب انگور تاک پف سے اتارے جائیں اور زیتون کے درخت کو دوسری بار جھاڑا نہ جائے۔اس طرح جو کچھ بچ جائے وہ یتیم، بیوہ اور پردیسی جمع کر سکتے تھے۔اگر کوئی پودا کھیت میں رہ جاتا تو اس پر بھی ان کا ہی حق تھا۔(4)

3۔سبت کے سال کی مراعات:

ہر ساتواں سال بیوہ، یتیم اور پردیسی کے لیے فصل میں خاص حصہ مخصوص کیا گیا تھا۔(5)

4۔یوبلی کے سال کی مراعات:

غریب کو یوبلی کے سال میں اس کے ورثے کی زمین واپس کر دی جاتی تھی لیکن فصیل دار شہر میں جو مکان بیچا گیا ہو او اپس نہ ہوتا تھا۔(6)

الغرض بائبل میں موجود یتیم کے متعلق تمام معلومات کو اکٹھا کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یتیم کے لیے نہ تو باپ کی وراثت میں سے کوئی خاطر خواہ حصہ طے کیا گیا ہے اور نہ اس کی کفالت، تعلیم و تربیت کے لیے کوئی انتظامات کئے گئے ہیں۔ جس سے ان یتیم بچوں کا جسمانی ومالی اور معاشی استحصال ہوا۔یتیموں پر ظلم نہ کرنے کے بارے میں کچھ ہدایات ملتی ہیں لیکن ان ہدایات کا تعلق سالوں بعد اور کم تر حصوں تک محدود ہے جیسا کہ بالیں چننے کا حق کھیت کے مقررہ حصوں کی فصل ہی تھی۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

سبت کے سال کی مراعات یعنی سات سال بعد حصہ طے کیا گیا اور یوبلی کے سال کی مراعات میں یتیموں کے ورثے کی زمین تو دی جاتی لیکن شہر میں موجود مکان واپس نہیں ہوتا تھا جو کہ ظلم سے منع کرنے کی ہدایت قرار نہیں دی جاسکتی کیونکہ ظلم سے ممانعت ہر وقت، ہر دور میں ہوتی ہے جیسا کہ دینِ اسلام میں مذکورہ ہیں۔ ان تمام تعلیمات کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تقابل کیا جاتا ہے۔

---

(1)ایضاً ، استثنا15:1-11، ص:181

(2)ایضاً ، یرمیاہ6:7، ص:761

(3)ایضاً ، استثنا10:17-18، ص176: زبور 68:5-6، 565

(4)ایضاً ، احبار 19:9-10، ص: 112، استثنا 24:19-21، ص: 189-190

(5)ایضاً ، خروج23:11، ص78، احبار25:06، ص:118

(6)ایضاً ، احبار25:25-30، ص:118-119

اسلام میں یتامیٰ کے معاشی حقوق کا سامی مذاہب کی تعلیمات کی روشنی میں تقابلی جائزہ:

سامی مذاہب کی تعلیمات کے تقابلی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یتیم ایک خصوصی تحفظ کا مستحق طبقہ تصور کیا گیا ہے۔ یتیموں کے ساتھ حسنِ سلوک، ان کی ضروریات پوری کرنے اور ان کے استحصال سے بچانے کی تعلیمات مختلف مذہبی مصادر میں پائی جاتی ہیں۔

تاہم معاشی حقوق کے معاملے میں ان تعلیمات کی نوعیت اور تفصیل میں فرق پایا جاتا ہے۔ اسلام نے یتیم کے مال کی حفاظت، وراثت میں اس کے مقررہ حق، بالغ ہونے پر اس کا مال اس کے حوالے کرنے اور اس کے مال میں ناجائز تصرف سے ممانعت جیسے واضح احکام دیے ہیں۔ قرآن مجید میں یتیم کے مال کے تحفظ کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے، جبکہ احادیث میں یتیم کی کفالت اور اس کے ساتھ حسنِ سلوک کی ترغیب دی گئی ہے۔ یہودیت اور عیسائیت کے مذہبی مصادر میں بھی یتیموں کے تحفظ اور ان کے ساتھ انصاف کی تعلیمات ملتی ہیں، تاہم وراثت اور مخصوص مالی حقوق کے معاملے میں ان نصوص کی نوعیت مختلف ہے۔ اس لیے تقابلی مطالعہ کرتے وقت صرف مشترک اخلاقی اصولوں کے بجائے متعلقہ مذہبی مصادر کے مخصوص قانونی و معاشی احکام کو بھی مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

اسلام ایک مکمل نظامِ حیات ہے۔ اس میں ہر ایک کے حقوق کا خیال رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کو بے یارو مددگار نہیں چھوڑا۔ ہر ایک کے لیے اسباب وذرائع مہیا کر دیے ہیں کہ وہ آسانی کے ساتھ اللہ کی زمین پر رہ کر اپنی زندگی کے ایام گزار سکے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

"وَ يَسأَلُونَکَ عَنِ الیَتَامَی قُل اِصلَاحُ لَهُم خَیر وَ اِن تُخَا لِطُو هُم فَاِخوَانُکُم وَاللّٰهُ یَعلَمُ المُفسِدَ مِنَ المُصلِحِ وَلَو شَاءَ اللّٰهُ لَاَعنَتَکُم اِنَ اللّٰهَ عَزِیزُ حَکِیم"(1)

(اور پوچھتے ہیں آپ ﷺ سے یتیموں کے بارے میں فرمایئے (ان سے الگ تھلگ رہنے سے) ان کی بھلائی کرنا بہتر ہے اور اگر (کاروبار میں) تم انہیں ساتھ ملالو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے اور اگر چاہتا اللہ تو مشکل میں ڈال دیتا تمہیں بے شک اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا حکمت والا ہے۔)

یتیموں کی اصلاح کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ یتیم بچے جن رشتہ داروں کی زیرِ کفالت ہوں انہیں چاہیے کہ ان کی اصلاح کی طرف متوجہ رہیں یعنی ان کی تعلیم و تربیت میں قطعاً کوتاہی نہ کریں۔ ان میں اچھے اخلاق پیدا کریں۔ انہیں آدابِ زندگی سکھائیں۔ یتیموں کو اپنے روزمرہ کے کھانے میں شامل کریں۔ غرض یہ کہ ہر لحاظ سے انہیں اچھا بنانے کی کوشش کریں۔ جیسا خود کھائیں ویسا انہیں کھلائیں۔ یتیم کو اپنے روزمرہ کے کھانے میں شامل کر لینے سے جنت کا حاصل ہونا لازم ہو جاتا ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ:

"عن ابن عباس ان نبی اللہ ﷺ قال قبض یتیما من بین المسلیمن الی طعامہ وشرابہ ادخلہ اللہ الجنۃ البۃ الا ان یعمل ذنبا لا یغفرلہ ۔"(2)

---

(1) البقرہ:220

(2) احمد بن حنبل، امام، المسند احمد، بیروت: دارالفکر، جلد:2، ص387، حدیث 623

(حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:
جو شخص کسی مسلمان یتیم کے کھانے پینے کی کفالت کرے اللہ تعالیٰ ضرور اسے جنت
میں داخل کرے گا مگر یہ کہ کوئی ایسا عمل نہ کرے جس کی بخشش نہ ہو۔)

یتیم بچوں کی اخلاقی تربیت کے حوالے سے سب سے پہلے بچوں میں فساد اور بد اخلاقی کے پہلوؤں کا صفایا کرنا ضروری ہے اور پھر ذہن نشین رہے کہ اخلاق و فضائل تک رسائی تعلیم کے ذریعے بہترین نمونہ بنے اور آپ ﷺ کی سیرت کی اتباع سے ہی ممکن ہے۔

آپ ﷺ کے دور کے بچے اخلاقیات کی اعلیٰ مثال پر قائم تھے۔ سحر ادب کی تعلیم دینا جس میں سرِ فہرست والدین کا احترام، بھائیوں سے ادب سے پیش آنا اور گھر میں داخلے کے وقت اجازت طلب کرنے کی تربیت دینا جیسے معملات شامل ہیں۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

اسلام نے یتیم کی کفالت ورعایت کے لیے آداب بیان فرمائے ہیں جن کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے۔

1۔اس کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کرنا اور ان کے نان نفقے، رہائش ولباس کا انتظام کرنا۔

2۔اس کے ساتھ احسان اور نرمی کا معاملہ کرنا۔ بلکہ یہ صفت تو قرآن مجید میں نیک لوگوں کی اعلیٰ ترین صفت ہے۔

یتیم کے بارے میں قرآن نے درج ذیل احکامات دیئے:

❖ "فَذَٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ"(1)

(پس یہی وہ (بدبخت) ہے جو دھکے دے کر نکالتا ہے یتیم کو)

❖ "كَلَّا بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ"(2)

(نہ ان کے احترام میں کوئی کمی کی جائے)

❖ "فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ"(3)

(پس کسی یتیم پر سختی نہ کیجئے)

❖ "أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ، يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ"(4)

(یا کھانا کھلانا ہے بھوک کے دن (قحط سالی) میں یتیم کا جو رشتہ دار ہے)

---

(1) الماعون:02

(2) الفجر:17

(3) الضحیٰ:09

(4) البلد:14-15

❖ "وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا"(1)

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

(اور جو کھانا کھلاتے ہیں اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو)

قرآن الحکیم کے ساتھ ساتھ ارشادات نبوی ﷺ میں بھی یتیموں کے حقوق کے متعلق بہت سی تعلیمات موجود ہیں۔ نبی کریم ﷺ کو یتیموں کی بے کسی کا اندازہ اچھی طرح تھا کیونکہ نبی اکرم ﷺ خود یتیم تھے۔ آپ ﷺ یتیموں کے ساتھ بہت شفقت سے پیش آتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات نے فرمایا:

❖ "عن ابن عباس ان النبی ﷺ اناو کافل الیتیم لہ ولغیرہ فی الجنۃ ھکذا واشار باسبابۃ والوسطیٰ وفرج بینھما شیئاً"(2)

(میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں دو ساتھ ساتھ والی انگلیوں کی طرح قریب قریب ہوں گے۔)

یتیموں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا صرف انہی کے لیے بہتری اور اصلاح کا موجب نہیں بلکہ یہ معاشرے کے لیے بھی باعث خیر و برکت ہو گا۔ کیونکہ یہی یتیم بڑے ہو کر قوم کے افراد بنیں گے۔ اگر کم سنی میں ان کی تعلیم و تربیت کی کماحقہ نگہداشت نہ کی جائے تو کل یہ معاشرے اور قوم کے لیے ایک بوجھ بن جائیں گے۔ اگر ولی کی غفلت سے ان کے اموال ضائع ہو گئے لازماً بڑے ہو کر مفلسی کا شکار ہوں گے اور اس معاشرتی خرابیوں کا باعث بنیں گے۔

وراثت میں نہ صرف ان کا حصہ طے پایا بلکہ اسلام میں وراثت کے حقیقی وارث اولاد ہی قرار دی گئی۔ خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی ان کے مساوی حقوق قرار دیے گئے۔ جس کی عدم ادائیگی پر انسان گناہگار اور آخرت میں جواب دہ ہو گا۔ اس سلسلہ میں قرآن پاک میں ارشاد ہے:

"وَآتُوا الیَتَامیٰ اَموَالَھُم وَلَاتَتَبَدَّلُوا الخَبِیثَ بِالطَیبِ وَلَاتَاکُلُوا اَموَالَھُم اِلیٰ اَموَالِکُم اِنَّہٗ کَانَ حُوباً کَبِیراً"(3)

(اور دے دو یتیموں کو ان کے مال اور نہ بدلو (اپنی) ردی چیز کو (ان کی) عمدہ چیز سے اور نہ کھاؤ ان کے مال اپنے مالوں سے ملا کر واقعی یہ بہت بڑا گناہ ہے۔)

اللہ تعالیٰ نے یتیموں کی کفالت کرنے والے کے لیے بھی بہت تاکید فرمائی ہے ان کے مال کی حفاظت اور بوغت میں پہنچنے پر ان کو لوٹانے کا حکم دیا۔ ارشاد الٰہی ہے:

"وَیَستَفتُونَکَ فِی النِسَاءِ قُلِ اللہُ یُفتِیکُم فِیھِنَّ وَمَا یُتلیٰ عَلَیکُم فِی الکِتَابِ فِی یَتَامَی النِسَاءِ اللَاتِی لَاتُوتُونَھُنَّ مَا کُتِبَ لَھُنَّ وَتَرغَبُونَ اَن تَنکِحُوھُنَّ وَالمُستَضعَفِینَ مِنَ الوِلدَانِ وَاَن تَقُومُوا لِلیَتَامیٰ بِالقِسطِ وَمَا تَفعَلُوا مِن خَیرٍ فَاِنَّ اللہَ کَانَ بِہٖ عَلِیماً"(4)

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

(1) الدھر:08

(2) البخاری، محمد بن اسماعیل، امام الصحیح البخاری، بیروت: دارابن کثیر، 2002، ج:2، رقم الحدیث 4244

(3) النساء:02

(4) النساء:127

(اور فتوی پوچھتے ہیں آپ ﷺ سے عورتوں کے بارے میں آپ ﷺ فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ فتوی دیتا ہے تمہیں ان کے بارے میں اور وہ آیتیں جو پڑھی جاتی ہیں تم پر اس کتاب (قرآن) میں (ان میں احکام ہیں) ان یتیم بچیوں کے متعلق جنہیں تم نہیں دیتے ہو جو (حق) مقرر کیا گیا ہے۔ ان کے لیے اور خواہش کرتے ہو کہ خود نکاح کر لو ان کے ساتھ (ان کا مال پوچنے کے لیے) اور قرآن میں احکا ہیں کمزور بچوں کے متعلق اور (وہ یہ) کہ قائم رہو یتیموں کے معاملہ میں انصاف پر اور جو کرو گے بھلائی (کے کاموں) سے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو خوب جاننے والا ہے۔)

لہٰذا یہ واضح ہو جاتا ہے کہ دینِ اسلام ہی وہ دین ہے جس میں یتیموں کے حقوق ادا کرنے کے متعلق تمام احکامات موجود ہیں جو کہ وقت کی قید کسی محدود مدت یا کبھی کبھی کسی خاص مواقع کے متقاضی نہیں ہیں بلکہ ہمہ وقت اور ہر حالت میں ولی سرپرست، رشتہ داروں یا حکمرانِ وقت کی ذمہ داری میں شامل ہیں۔ یتیموں کے حقوق کی نہ صرف ادائیگی کا حکم ہے بلکہ ان کے تمام حقوق کی پامالی پر سزا اور حقوق کی ادائیگی پر انعام اور سرپرستی کی فضیلت میں جنت اور اعلیٰ درجات کا اللہ تعالیٰ نے خوب اور واضح انداز میں تاکید فرمائی ہے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

خلاصہ بحث:

مغربی دنیا کے موجودہ تاریک میں اسلام اور اسلام کے پیغمبر نبی اکرم حضرت محمد ﷺ کو ہی صرف یہ تاریخی اعزاز حاصل ہے کہ آپ ﷺ نے انسانیت کو انسانیت عطا فرمائی۔ عفو درگزر اور انسان دوستی کا عملی درس دیا انہیں آپس میں دئے گئے حقوق و فرائض سے آگاہ فرمایا۔ حقوق و فرائض کے عملی نفاذ پر مبنی ایک تاریخ ساز مثالی دائمی جامع اور ہمہ گیر منشور انسانی حقوق "خطبہ حجتہ الوداع" (9 ذی الحج 10ھ) کی صورت میں عطا فرما کر ایک انسانی فلاح اسلامی معاشرہ کی بنیاد رکھی جس کے اثرات اور اصول وضوابط نہ صرف جاری وساری ہیں بلکہ قیامت تک جاری رہنے والے ہیں۔ اس کی بدولت سامی مذاہب میں پائے گئے تمام شک و شبہ والی تعلیمات کا رد ہوا اور انسانیت۔ انسانی حقوق سے متعارف ہو کر ایک نئے دور میں داخل ہوئی۔

اسلامی تعلیمات اور سامی مذاہب میں پائے جانے والے انسانی حقوق کے صدیوں کے فرق اور بعد زمانی کو سامنے رکھتے ہوئے یہ حقیقت بلاخوف وخطر تسلیم کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں حقوق العباد، اہمیت، فرضیت وغیرہ کے احکامات کئی مقامات پر فرمائے

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

ہیں جن کی عملی تصویر میں نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات ہیں۔ ان حقوق العباد میں ہر جنس و صنف کا نہ صرف خیال رکھا گیا بلکہ ان حقوق کو فرائض لازمہ کی حیثیت عطاء فرمائی جن کی عدم ادائیگی پر گناہ و سزا کا تصور بھی پیش کیا گیا۔

اسلامی تعلیمات میں حقوق انسانی کا جو چار پیش کیا گیا وہ نبی اکرم ﷺ کا آخری خطبہ حجتہ الوداع ہے جس پر انسانیت جتنا بھی فخر کرے کم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنیادی انسانی حقوق میں محروم المعیشت، یتیموں کے حقوق پر بھی کافی اسلامی تعلیات نازل فرمائی ہیں جن کی بدولت یتیموں کے معاشی حقوق کی وضاحت فرمائی گئی۔ یتیموں کا وراثت میں حصہ، یتیموں کی کفالت کی سرپرستی کی فضیلت وغیرہ بیان ہوئیں۔

یتیموں کی تعلیم و تربیت ایک مسلمان صادق کو اپنی اولاد کی طرح کرنی چاہئے اور ایک باپ جس طرح اپنی اولاد کو تعلیم و تربیت کے مرحلہ میں پیار و محبت اور عظمت و نصیحت کرتا ہے اور گاہے بگاہے سختی سے جھڑکتا اور تحدید کرتا ہے بالکل اسی طرح یتیم کی کفیل کو بھی اس کے ساتھ کرنا چاہئے تاکہ اسے باادب انسان اور معاشرے کا اچھا فرد بنا سکے۔

سامی مذاہب میں یتیم کے ساتھ اچھائی کے نام پر منفرد طریقوں سے ظلم کیا گیا یعنی کسی سال میں ان کو کچھ حقوق دیئے گئے اور کسی سال میں ان کو بالکل ہی بھُلا دیا گیا۔ یتیموں کی میراث کی تقسیم میں یتیموں کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا گیا۔ جبکہ دین اسلام نے ایسی تمام حرکتوں پر سخت نکتہ چینی کی اور حرام قرار دے کر سختی سے روکا اور واضح کر دیا کہ یہ تمام حرکتیں بہت عظیم گناہ اور سخت عذاب کا موجب ہیں۔ جیسا کہ سورۃ النساء آیت نمبر 2 میں حکم ربانی ہے:

"اور یتیموں کو ان کا مال دے دو اور ستھرے کے بدلے گندہ نہ لو اور ان کے مال اپنے مالوں میں ملا کر نہ کھا جاؤ بے شک یہ بڑا گنا ہے۔"

قرآن مجید کے انداز نصیحت پر یتیموں کے حقوق کی ادائیگی ان کے اموال کی حفاظت اور امانتوں کی ادائیگی کے احکام میں تحدید کا انداز اپنا گیا۔

اسلامی تعلیمات نے یتیموں کے معاملات میں ہیر پھیر کرنے والوں، انہیں کمزور، مجبور سمجھ کر ظلم و ستم کا نشانہ بنانے والوں کو منع کیا گیا اور بڑے بلیغ و فصیح انداز میں غور و فکر اور ان تعلیمات پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا۔

نتائج:

اس تقابلی مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ سامی مذاہب کی تعلیمات میں یتیموں کو معاشرتی تحفظ اور خصوصی توجہ کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ یتیموں کے ساتھ حسنِ سلوک، ان کے حقوق کی حفاظت اور ان کے استحصال سے اجتناب مختلف مذہبی تعلیمات میں نمایاں اصول ہیں۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

اسلامی تعلیمات میں یتیموں کے معاشی حقوق کو خصوصی وضاحت حاصل ہے۔ قرآن وسنت نے یتیم کے مال کی حفاظت، وراثت میں اس کے حق، اس کے مال میں خیانت اور ناجائز تصرف کی ممانعت اور اس کی کفالت کے متعلق واضح رہنمائی فراہم کی ہے۔ اس طرح یتیم کا معاشی تحفظ محض اخلاقی ترغیب نہیں بلکہ دینی ذمہ داری اور شرعی حکم کی حیثیت اختیار کرتا ہے۔

1۔ اسلام نے انسانیت کو مذہبی، اخلاقی، معاشرتی اور سیاسی شعبہ ہائے زندگی میں بے شمار حقوق عطا کیے ہیں۔

2۔ انسانی حقوق اور آزاد احترام آدمیت اور نوع بشر کی برابری کے نظام کی بنیاد ڈالنے کے بعد اسلام نے اگلے قدم کے طور پر عالم انسایوں کے بارے میں اسلام کا تصور آفاقی اور یکساں نوعیت کا ہے۔ جو زمان و مکاں کی تاریخی اور جغرافیائی حدود سے ماوراء ہے۔

3۔ اسلام میں حقوق انسانی کا منشور اللہ عطا کردہ ہے اور اس نے یہ تصور اپنے آخری نبی کریم ﷺ کی وساطت سے دیا ہے۔

4۔ اسلام کے تفویض کردہ حقوق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک انعام کے طور پر عطا کئے گئے ہیں اور ان کے حصول میں انسانوں کی محنت اور کوشش کا کوئی عمل دخل نہیں۔

سفارشات:

1۔ بنیادی انسانی حقوق ایک اہم موضوع ہے اور ہر ملک و قوم کے لیے لازم ہے کہ اس کے لیے اس پر لکھی گئی کتب کو عام لائبریروں میں مہیا کیا جانا چاہیئے۔

2۔ بنیادی معاشی حقوق کی ادائیگی کے سلسلے میں عصر حاضر میں اس کی افادیت اور اہمیت پر کانفرنسز اور سیمینار منعقد کرائے جائیں۔

3۔ ملک کے اعلیٰ عہدیداروں کو چاہیئے کہ وہ یتیموں کے معاشی حقوق کی ادائیگی کے لیے مکمل اہتمام کریں تاکہ ان کی زندگیوں کو احسن طریقے پر گامزن کیا جاسکے۔

4۔ اعلیٰ عہدوں پر فائز افراد کو چاہیئے کہ وہ یتیموں کے معاشی حقوق کی ادائیگی کے لیے بھرپور انتظام کرے تاکہ ان کا مالی استحصال نہ ہو۔

5۔ ملکی حاکم کو چاہیئے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق ملکی قانون کو شفافیت عطا کریں تاکہ اسوہ حسنہ کی بہترین تعلیمات کو فروغ ملے۔

6۔ بنیادی معاشی حقوق کو اسلامی بنیادوں کے مطابق استوار کریں تاکہ عام انسان بھی تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکیں۔